

مسئلہ حجاب: فرانسیسی مسلمان خواتین اور اسلامی تعلیمات

Source of Veil: French Muslim Women and Islamic Teachings

* غازی عبدالرحمن قاسمی

** محمد مجتبیٰ

Abstract:

Human history is replete with preposterous and unjustifiable incidents of unearned sufferings against the women. Sometimes they were maltreated and molested harshly and sometimes they were abused, persecuted bestially. Contrary to these incidents occasionally they were considered superior and super angelic but on the contrary Islam has bestowed a dignified status to them regarding their rights and responsibilities. In this regard a comprehensive manifestation has been introduced by the Islam and until this manifestation was being followed by the Muslims no single complain was lodged by any woman against the violation of her basic in the Islamic societies till the climax of Islamic regime. But today some European countries are holding discussions to impose illegal sanctions against the veil of women and girls. The parliament of France has approved a discriminatory law against veil of the Muslim women or girls. It is amazing that Christian nun is at her liberty to cover her head with scarf or not but if Muslim women consider themselves safe in veil they are contemptuously scorned with derision and disdained. In this article views of France and Islamic teachings have been brought under discussion.

* لیچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ ڈگری کالج، ملتان، پاکستان۔
** پرنسپل اسپائر کالج، ملتان، پاکستان۔

انسانی تاریخ کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ عورت ہمیشہ افراط و تفریط کا شکار رہی ہے کہیں تو اس کے ساتھ حیوانوں سے بھی بدتر قرار دے کر شرمناک سلوک کیا گیا اور کہیں اسے مردوں سے بھی اعلیٰ وارفع سمجھا گیا مگر اسلام نے عورت کے مقام و مرتبہ اور حقوق و فرائض کے حوالے سے انتہائی متوازن لائحہ عمل پیش کیا ہے یہی وجہ ہے کہ جب تک اسلام سر بلند رہا اور مسلم معاشروں میں اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل ہوتا رہا تب عورت کی طرف سے کبھی حق تلفی اور عدم مساوات کا شکوہ نہیں کیا گیا، کبھی ایسا نہ ہوا کہ عورتوں نے اپنے حقوق کے لیے انجمنیں (NGOs) بنا کر احتجاج کیا ہو یا مردوں کے خلاف واک کی ہو اس لیے کہ عورت کے حقوق و فرائض کے حوالے سے اسلام کی دی گئی تعلیمات پر عمل کرنے سے کبھی ان چیزوں کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہو سکتی۔

مغربی دنیا میں عورت ہمیشہ ظلم و ستم کا نشانہ رہی تھی اور پچھلے دو سو سال سے اس کا رد عمل یہ سامنے آیا کہ عورت کو ہر میدان میں مردوں کے ساتھ اب یکساں طور پر شریک کار تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اسے مرد کے مقابلہ میں ایک عورت تسلیم کرنے کی بجائے مرد ہی سمجھا جا رہا ہے۔ اسے گھر میں رہ کر بچے پالنے اور گھر سنبھالنے کی بجائے اپنی فطرت کے منافی امور بھی سونپے جا رہے ہیں۔ گویا عورت کو اب ایک دوسری انتہاء پر پہنچا دیا گیا ہے اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے نقصانات سے چشم پوشی کی جا رہی ہے بلکہ الٹا یہ دلائل دیے جا رہے ہیں کہ عورت کے لیے اپنے گھر کی چار دیواری تک محدود رہنے سے اس کی حق تلفی ہوتی ہے اور مردوں کے شانہ بشانہ نہ چلنے سے معاشرتی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عورتوں کے لیے حکم حجاب ان کو قید کرنا ہے جو کہ ان کے ساتھ زیادتی ہے۔

چنانچہ یورپ کے بعض ممالک میں حجاب پر پابندی کی بحثیں ہو رہی ہیں اور فرانس نے تو حجاب پر پابندی کا قانون منظور کر لیا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ ایک طرف تو عیسائی نژاد مذہب پر عمل کرتے ہوئے اسکا رٹ پر لینے میں آزاد ہیں لیکن وہیں پر مسلمان عورت اگر خود کو حجاب میں محفوظ تصور کرتی ہے تو اس پر طعن و تشنیع کیا جاتا ہے۔ زیر نظر آرٹیکل میں حجاب (چہرہ کا پردہ) کے حوالہ سے فرانس کا موقف اور حجاب کے خلاف قانون سازی سے متاثر ہونے والی مسلمان خواتین کے لیے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل پیش کیا گیا ہے۔

فرانس میں حجاب کے خلاف قانون سازی:

موجودہ مغربی تہذیب نے اہل یورپ کی مذہبی اقدار کو مٹا دیا ہے۔ اس وقت وہ اخلاقی انحطاط کا بری طرح شکار ہیں۔ مرد و عورت کے آزادانہ میل جول کے نتیجہ میں یورپین اقوام جنسی بے راہ روی میں مبتلا ہیں۔ مگر اس کے باوجود اپنے اخلاقی اور معاشرتی زوال سے قطع نظر کرتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں منفی افکار کو تروجہ دے رہے ہیں۔

اسی سلسلہ میں آج کل اسلامی ثقافت کی پہچان حجاب کو موضوعِ سخن بنایا ہوا ہے۔ کہ اسلام نے عورتوں کو کمتر درجہ دیا ہے انہیں گھر کی چار دیواری میں قید کر کے ان کی آزادی چھین لی ہے انہیں مردوں کے تابع بنا کر ان کی حق تلفی کی ہے، عورت کی شخصی آزادی کو بھی اسلام نے سلب کر لیا ہے وہ اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا تو درکنار لباس وغیرہ کا انتخاب بھی نہیں کر سکتی، اور پردے کی اوٹ میں ہو کر وہ کسی کام کے سلسلے میں نکل سکتی ہے، قید حجاب کے بغیر اس کے لیے چار دیواری سے باہر نکلنے پر پابندی عائد کرنا عورت کے ساتھ ظلم ہے۔ اس قسم کے نظریات اور خیالات عصر حاضر میں اسلام دشمنی میں تیزی سے پھیلانے جا رہے ہیں۔

چنانچہ اس حوالے سے شمالی امریکہ کا پہلا اور سب سے بڑا اخبار ”اردو ٹائمز“ کی رپورٹ جو بروز بدھ ۱۵ ستمبر ۲۰۱۰ء کو شائع ہوئی اس کے مطابق:

”پیرس میں فرانسیسی سینٹ نے چہرے کے پردے پر پابندی کے قانون کی منظوری دے دی ہے جس کے تحت عوامی مقامات پر چہرے کا پردہ کرنے کی صورت میں خواتین کو ۱۹۰ ڈالر جرمانہ اور کسی بھی مرد کی طرف سے اپنی بیوی اور بیٹی کو چہرے کا پردہ کرنے پر مجبور کرنے کی صورت میں ۳۰ ہزار یورو جرمانہ اور ایک سال قید کی سزا دی جائے گی۔ فرانسیسی قومی اسمبلی نے جولائی میں ۳۳۵ ووٹوں سے اس قانون کی منظوری دی تھی جس کی اب سینٹ نے بھی منظوری دے دی ہے، اگرچہ اس بل میں اسلام کا حوالہ نہیں دیا گیا تاہم صدر نکولیس سرکوزی کا کہنا ہے کہ اس اقدام کا مقصد مسلم خواتین کو چہرے کے پردے کیلئے زبردستی سے روکنا ہے۔ اس قانون کے بعد مسلم خواتین کسی عوامی مقام پر چہرے کا پردہ نہیں کر سکیں گی تاہم فرانس کی آئینی عدالت اس قانون پر عملدرآمد روکنے کا اختیار رکھتی ہے۔ فرانس کے بعض اعتدال پسند حلقوں اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے بھی اس قانون کی مخالفت کی ہے اور ان کا

موقوف ہے کہ یہ فرانس کی اقدار کے خلاف ہے اس قانون کے بعد تمام گلیوں مارکیٹوں، تجارتی مراکز اور تفریحی مقامات پر خواتین چہرے کا پردہ نہیں کر سکیں گی۔ نیلجیم اسپین اور بعض دیگر ممالک میں بھی اس حوالے سے قانون سازی کا عمل جاری ہے۔ اس قانون کی منظوری کے بعد ۶ ماہ کی مدت کے دوران خواتین کو اس قانون کی تعلیم دی جائے گی اور اس کے بعد خلاف ورزی پر جرمانہ اور ایک سال قید کی سزا ہو سکے گی۔ مذکورہ قانون سینیٹ میں ۲۴۶ ووٹوں کی حمایت سے منظور ہوا جبکہ مخالفت میں صرف ایک ووٹ ڈالا گیا۔^۱

اس رپورٹ کی روشنی میں اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ایک بڑی رقم بطور جرمانہ ادا کرنی ہوگی اور ایک سال قید کی سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔

لحہ فکریہ کی بات یہ ہے کہ اگر اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو جرمانہ دینا پڑے تو یہ ایک اہم مسئلہ ہے کہ جہاں وہ لوگ ضروریات زندگی اور دیگر استعمال کی اشیاء پر خرچ کریں وہاں حجاب کا بھی جرمانہ دیں۔ اور جن لوگوں کی گزر بسر ہی مشکل سے ہو رہی ہے یا متوسط طبقہ وہ ان حالات میں کیا کرے؟ اور اگر وہ اس جگہ کو چھوڑنا چاہیں تو بھی ان کے لیے بہت سے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں ایک جگہ ان کا جما ہوا کاروبار، زمینیں و جائیداد ہے اور نئی جگہ و نئے علاقے میں درپیش مسائل بالخصوص معاشی مسئلہ کا حل خاصی اہمیت کا حامل ہے۔ اور غربت و فاقہ کی وجہ سے دین کے دیگر اہم شعبہ جات متاثر نہ ہوں اور «كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا»^۲ کا مصداق نہ بن جائیں۔

اب یہاں چند باتیں غور طلب ہیں۔

۱. احکام حجاب سے شریعت کا مقصود کیا ہے؟
۲. کیا اسلام نے ہر حال میں عورت کو گھر میں رہنے کا حکم دیا ہے؟ تعلیمی، تجارتی یا کسی ہنگامی صورت میں وہ باہر نہیں نکل سکتی؟ اگر نکل سکتی ہے تو اس کی نوعیت اور دائرہ کار کیا ہے؟
۳. حجاب کی کیا شرائط ہیں؟
۴. احکام حجاب میں کن لوگوں سے رخصت ہے؟
۵. کونسے اعضاء کا حجاب ہے اور بالخصوص عورت کے چہرے کا حجاب ہے یا نہیں؟
۶. فرانس کے موجودہ حالات میں اگر مسلمان عورتیں مجبوری کی حالت میں حجاب نہ کریں تو شریعت کا کیا حکم ہے؟

حجاب اور اسلامی تعلیمات:

حجاب کے احکامات اسلام میں پانچ ہجری کو نازل ہوئے۔^۲

ستر اور حجاب میں فرق:

عام طور پر ستر اور حجاب کو مترادف سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ ان کے درمیان فرق ہے جو مختصر اذکر کیا جاتا ہے۔

- ۱۔ ستر عورت بذات خود فرض ہے عام ازیں کوئی دیکھنے والا ہو یا نہ ہو جبکہ حجاب کا تعلق دوسروں سے ہے اگر کوئی غیر محرم موجود ہے تو عورت کے لیے حجاب کی پاسداری ضروری ہوگی۔
- ۲۔ ستر عورت ہر مسلمان کے لیے لازم ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت جبکہ حجاب کا تعلق صرف خواتین سے ہے۔^۳

قرآن کریم میں حجاب سے متعلقہ سات آیات نازل ہوئی ہیں۔ تین سورہ نور میں اور چار سورہ احزاب میں ہیں۔ حجاب کا حکم نبی کریم ﷺ کی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کے بعد نازل ہوا۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حجاب کے متعلق سب سے پہلے نازل ہونے والی یہی آیت ہے جس کو آیت حجاب کہا جاتا ہے۔^۵

آیت حجاب یہ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَاطِرِينَ إِنَاءَهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكَ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكَ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا^۶

”اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر اس وقت کہ تمہیں کھانے کے لئے اجازت دی جائے نہ اس کی تیاری کا انتظام کرتے ہوئے لیکن جب تمہیں بلایا جائے تب داخل ہو پھر جب تم کھا چکو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں کے لیے جم کرنے بیٹھو کیونکہ اس سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتا ہے اور حق بات کہنے سے اللہ شرم نہیں کرتا اور جب نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا

کر و اس میں تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے بہت پاکیزگی ہے اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم رسول اللہ کو ایداد و اور نہ یہ کہ تم آپ کی بیویوں سے آپ کے بعد کبھی بھی نکاح کرو بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔“

ان آیات میں ازواج مطہرات سے سوال کرتے وقت پردے کی آڑ اور اوٹ کا ذکر ہے مگر یہ حکم تمام خواتین اسلام کے لیے ہے۔

امام ابو بکر جصاص^(م-۳۷۰ھ) آیت حجاب کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وهذا الحكم وإن نزل خاصا في النبي صلى الله عليه وسلم وأزواجه فالمعنى عام فيه وفي غيره إذ كنا مأمورين باتباعه والافتداء به إلا ما خصه الله به دون أمته^۷ ”اور یہ حکم اگرچہ نبی کریم ﷺ کی ازواج کے بارے میں نازل ہوا ہے تاہم اس کا معنی عام ہے اور ہم احکامات کی پیروی کرنے کے پابند ہیں مگر وہ احکامات جن کو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص کیا ہے۔“

قرآن کریم میں دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ^۸ ذَلِكَ أَذْنَىٰ أَنْ يُعْرِضْنَ فَلَا يُؤْذِينَ^۹

”اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکایا کریں۔ اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر ستائی نہ جائیں گی۔“

امام جصاص اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

هذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجانبين وإظهار الستر والعفاف عند الخروج لئلا يطمع أهل الرب فيهن^۹

”یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نوجوان عورت کو حکم دیا گیا ہے کہ اجنبی مردوں سے اپنے چہرے کو چھپائے، اور وہ اس بات پر بھی مامور ہے کہ گھر سے باہر نکلتے وقت ستر اور اور عفت مآبی کا اظہار کرے تاکہ مشکوک افراد ان سے غلط امید و طمع نہ کر پائیں۔“

اسی طرح احادیث سے بھی پردہ کا ثبوت ہوتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

«كَانَ الرَّجُلَانِ يَمْشُونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَرِّمَاتٌ، فَإِذَا حَادَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ»^{۱۰}

”کہ (دوران حج و عمرہ) سوار ہمارے سامنے سے گذرتے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوئے ہوتے پس جب سوار ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنے جلباب اپنے سر سے منہ پر ڈال لیتیں (اس طرح کہ کپڑا منہ سے الگ رہتا) اور جب وہ گذر جاتے تو ہم پھر منہ کھول لیتے۔“

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

«أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى، الْعَوَاتِقَ، وَالْحَيْضَ، وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، فَأَمَّا الْحَيْضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ، وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ، وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ،» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِحْدَانَا لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ، قَالَ: «لَتَلْبِسَهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِنَا»

”رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر و عید الاضحیٰ کے دن ہمیں اور پردہ نشین اور جوان عورتوں کو نکلنے کا حکم دیا، بہر حال حائضہ نماز سے علیحدہ رہ کر بھلائی اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ ہم میں سے جس کے پاس چادر نہ ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا چاہیے کہ اس کی بہن اپنی چادر اس کو پہنا دے۔“

یہ نصوص حجاب کی اہمیت پر بڑی وضاحت سے دلالت کر رہی ہیں۔ بہر کیف ان کے علاوہ اور بھی دلائل ہیں جو حجاب کی تاکید و اہمیت پر دلالت کرتے ہیں طوالت کے خوف سے انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

تعامل الناس:

تعامل الناس بھی یہی ہے کہ ہمیشہ سے اس بات پر عمل ہوتا چلا آ رہا ہے کہ عورتیں نقاب و حجاب میں باہر نکلتی ہیں۔

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ (م-۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

إِذْ لَمْ تَزَلِ الرِّجَالُ عَلَى مَرِّ الزَّمَانِ مَكْشُوفِي الْوُجُوهِ وَالنِّسَاءُ يَخْرُجْنَ مُنْتَقِبَاتٍ فَلَوْ

اسْتَوُوا لِأَمْرِ الرِّجَالِ بِالتَّنْقِبِ أَوْ مَنَعْنِ مِنَ الْخُرُوجِ^{۱۱}

”اس لیے کہ ہمیشہ سے یہ طریقہ کار چلا آ رہا ہے کہ مرد ہر زمانے میں کھلے چہرے کے ساتھ باہر نکلتے ہیں، جب کہ عورتیں نقاب پہن کر باہر نکلتی ہیں۔“

احکام حجاب سے شریعت اسلامیہ کا مقصود:

حجاب کے احکام سے شریعت اسلامیہ کا مقصود عفت و عصمت کی حفاظت ہے اسی لیے وہ تمام وسائل و ذرائع اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو اس مقصد کے حصول میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں پردہ کا حکم ہے کیونکہ بے پردگی غیر محرم مردوں کے لیے دیکھنے کا ذریعہ ہے اور مردوں کو عورتوں کے خدوخال کا جائزہ لینے کا موقع ملتا ہے جو مسائل کا باعث ہے۔ نیز آیت حجاب میں ازواج مطہرات سے پردہ کے پیچھے سے سوال کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور اس کی علت پاکیزگی قلب بیان ہوئی ہے۔ چونکہ طہارت قلب کی ضرورت جیسے ازواج مطہرات کو ہے ویسے ہی عام عورتوں کو ہے اس لیے شریعت چاہتی ہے کہ مرد و عورت دونوں اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کریں اور اپنے دلوں میں پاکیزگی کو پیدا کریں۔

حجاب کا دائرہ کار:

حجاب کے دائرہ کار کے حوالہ سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م- ۱۱۷۶ھ) نے جو تفصیل بیان کی اس کا مفہوم درج ذیل ہے۔

”خواتین کا اپنے جسم کو گھر کی چار دیواری میں اس طرح چھپانا کہ ان کی ذات اور ان کے لباس اور ان کی ظاہری اور چھپی ہوئی زینت کا کوئی حصہ کسی اجنبی مرد کو نظر نہ آئے۔ وہ اپنے گھر میں رہیں اور بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں۔“

اس کا ثبوت قرآن کریم سے ملتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ^{۱۳}

قرآن کریم کی طرح احادیث مبارکہ بھی اسی بات کی تائید کی کرتی ہیں کہ صنف نازک کو بلا ضرورت گھروں سے باہر نہیں نکلنا چاہیے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

«الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ»^{۱۴}

”عورت چھپانے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک میں لگ جاتا ہے۔“

مندرجہ بالا حدیث بالکل وضاحت کے ساتھ اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ عورت کے لیے اصل حکم یہ ہے کہ گھر میں رہے اور اپنی ذات کو اجنبی مردوں سے چھپائے۔ مگر بعض اوقات عورت کو اپنی حوائج طبعیہ کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی ضرورت پیش آتی ہے اس صورت میں شریعت نے اس کے لیے گھر سے نکلنے کی اجازت دی ہے۔^{۱۵}

حدیث میں ہے: «إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ»^{۱۶} ”تحقیق تمہیں اپنی حاجت کے لئے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔“

لیکن اس سلسلے میں قرآن کریم نے لائحہ عمل دیا کہ باہر نکلنے وقت خود کو بڑی چادر میں چھپا کر نکلیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ۖ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ^{۱۷}

”اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکایا کریں۔ اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر ستائی نہ جائیں گی۔“

قرآن کریم نے عورتوں کو بوقت ضرورت باہر جانے کی اجازت دی اور بڑی چادر اوڑھ کر ان کو نکلنے کی ہدایت کی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ شریعت نے عورتوں کے بالکلیہ باہر نکلنے پر پابندی نہیں عائد کی بلکہ جلباب کے ساتھ نکلنے کی اجازت دی ہے۔

حجاب کی شرائط:

- ۱۔ حجاب اس قسم کا ہو جس سے پورا بدن چھپ جائے الا وہ جس کا استثناء کیا گیا ہے۔^{۱۸}
- ۲۔ ایسا حجاب نہ اختیار کیا جائے جو بذات خود زینت بن جائے اس کو قرآن کریم میں تبرج کہا گیا ہے۔^{۱۹}

۳۔ اتنا باریک کپڑا نہ ہو اور نہ ہی اتنا چست ہو جس سے بدن کے نشیب و فراز واضح ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

«صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سَبَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَّاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ

الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِجْلَهَا، وَإِنَّ رِجْلَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا»^{۲۰}

”دوزخ والوں کی دو قسمیں ایسی ہیں کہ جنہیں میں نے نہیں دیکھا ایک قسم تو ان لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہیں جس سے وہ لوگوں کو مارتے ہیں اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہیں وہ سیدھے راستے سے بہکانے والی اور خود بھی بھٹکی ہوئی ہیں اس عورتوں کے سر بجتی اونٹوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہیں وہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پا سکیں گی جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے محسوس کی جا سکتی ہے۔“

۴۔ خوشبو میں بسا ہوا نہ ہو۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«الْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا» يَعْنِي زَانِيَةً^{۲۱}

”وہ عورت جو خوشبو لگا کر کسی (مردوں) مجلس کے پاس سے گزرے وہ ایسی اور ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔“

۵۔ مرد کے مشابہ نہ ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمَتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ»^{۲۲}

”کہ حضور ﷺ نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں کے مشابہ بنیں، اور ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو مردوں کے مشابہ بنیں۔“

۶۔ کافر عورتوں کے مشابہ نہ ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ^{۲۳}

”اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب (آسانی) ملی تھی پھر ان پر مدت لمبی ہو گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہ^{۲۷} (م-۷۲۸ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَلَا يَكُونُوا نَحِي مَطْلَق عَنْ مَشَابَهَتِهِمْ^{۲۸}

”(آیت کریمہ) میں مطلقاً غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا۔“

علامہ ابن کثیر^{۲۹} (م-۷۷۴ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ولهذا نهي الله المؤمنين أن يتشبهوا بهم في شيء من الأمور الأصلية والفرعية^{۳۰}

”اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو غیر مسلموں کی ہر قسم کے معاملات میں مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ»^{۳۱}

”جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہوگا۔“

معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے ایسا لباس جو کافروں کے ساتھ مشابہت رکھے اس سے بچنا چاہیے۔

احکام حجاب سے استثنائی صورتیں:

جن لوگوں کے سامنے اور جن صورتوں میں عورت اپنا چہرہ کھول سکتی ہے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ وہ لوگ جن سے احکام حجاب کا استثناء سورۃ احزاب اور سورۃ نور میں مذکور ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيِ اَبَائِهِنَّ وَلَا ابْنَائِهِنَّ وَلَا اِخْوَانِهِنَّ وَلَا اَبْنَاءَ اِخْوَانِهِنَّ وَلَا اَبْنَاءَ اَخُوْتِهِنَّ وَلَا نِسَاءِ اَبَائِهِنَّ وَلَا نِسَاءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَا نِسَاءِ اَخُوْتِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِينَ اللَّهَ ۚ اِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَلِيًّا

شَيْءٍ شَهِيْدًا^{۳۲}

”ان پر اپنے باپوں کے سامنے ہونے میں کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجیوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی عورتوں کے اور نہ اپنے غلاموں کے اور اللہ سے ڈرتی رہو بیشک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔“

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبَائِهِنَّ اَوْ اَبْنَائِهِنَّ اَوْ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَائِهِنَّ اَوْ اَبْنَاءَ اَخُوْتِهِنَّ اَوْ بَنِيِ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيِ اَخُوْتِهِنَّ اَوْ نِسَاءِ اَبَائِهِنَّ اَوْ نِسَاءِ اَخُوْتِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ

اِمْتَانُهُنَّ اَوْ التَّبِيعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِزْنَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوْ الطِّفْلِ الذِّیْنِ لَمْ یُظْهَرُوْا عَلٰی
عَوْرَتِ النِّسَاءِ^{۲۸}

”اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے
بھائیوں یا بھتیجیوں یا بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمت گاروں
پر جنہیں عورت کی حاجت نہیں یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے
واقف نہیں۔“

مذکورہ بالا دونوں آیات میں قرآن کریم نے ان اعزہ اور متعلقین کی فہرست دیدی ہے جن کے
سامنے حجاب کی پابندی ضروری نہیں اور اظہار زینت کیا جاسکتا ہے۔

باپ، بیٹے، بھائی (حقیقی ہوں یا سوتیلے اور رضاعی)، بھتیجے (مذکورہ بالا تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد)
بھانجے، شوہر، سر، میل جول کی عورتیں، مَا مَلَكَتْ اِیْمَانُهُنَّ (لوٹیاں مراد ہیں) ^{۲۹} ملازم (جو جنسی
میلان سے خالی ہو، بچے (جو بلوغت کے تقاضوں سے ناواقف ہیں)

واضح رہے کہ ان آیات میں ماموں اور چچا کا ذکر نہیں ہے مگر ان سے بھی پردہ نہیں ہے۔ اس
لیے کہ باپ، بیٹے، بھائی، بھتیجے اور بھانجے کا حکم ذکر کیا گیا ہے کہ عورت کے لیے ان سے پردہ ضروری نہیں
ہے۔ اور اس کی علت یہ ہے کہ یہ سب اس کے محرم رشتے ہیں ان سے نکاح نہیں ہو سکتا، اب اگرچہ ماموں
اور چچا کا اس آیت میں ذکر نہیں ہے، لیکن محرم ہونے والی علت ان میں بھی موجود ہے اس لیے ان کا حکم
بھی یہی ہے کہ ان سے عورت کے لیے پردہ ضروری نہیں ہے۔^{۳۰}

۲۔ مخطوبہ عورت، پیغام نکاح دینے والے کے سامنے چہرہ کھول سکتی ہے۔^{۳۱} واضح رہے کہ جمہور
اہل علم کے نزدیک مخطوبہ عورت کے صرف چہرہ اور ہاتھ کو دیکھا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ چہرہ
دیکھنے سے اس کا حسن و جمال معلوم ہو جائے گا اور ہاتھ دیکھنے سے بدن کی ساخت و بناوٹ کا اندازہ
ہو جائے گا۔^{۳۲}

۳۔ حالت احرام میں عورت کے لیے چہرہ کھولنا جائز ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

”اور احرام والی عورت منہ پر نقاب نہ ڈالے اور نہ دستاں۔“^{۳۳}

لیکن غیر محرموں کی موجودگی میں چہرہ کو چھپایا جائے گا۔ جیسا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہ

سے معلوم ہوتا ہے:

”کہ (دوران حج و عمرہ) سوار ہمارے سامنے سے گذرتے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوئے ہوتے پس جب سوار ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنے جلباب اپنے سر سے منہ پر ڈال لیتیں (اس طرح کہ کپڑا منہ سے الگ رہتا) اور جب وہ گذر جاتے تو ہم پھر منہ کھول لیتے۔“^{۳۴}

۴۔ علاج کے وقت پردہ کی پاسداری ضروری نہیں ہے۔^{۳۵}

امام بدر الدین عینی (م- ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

لأن الطبيب يجوز أن ينظر موضع العورة لضرورة المداواة^{۳۶}

”طبيب بغرض علاج پردے کی جگہ کو دیکھ سکتا ہے۔“

علامہ حصکفی (م- ۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

ومداواتها ينظر الطبيب إلى موضع مرضها بقدر الضرورة^{۳۷}

”اور علاج کی غرض سے طبیب مرض کی جگہ کو بقدر ضرورت دیکھ سکتا ہے۔“

لیکن واضح رہے کہ اجنبی طبیب کے سامنے بغرض علاج اتنا جسم کا حصہ کھولا جاسکتا ہے جس کی ضرورت ہے اس لیے کہ مشہور اصول ہے:

إذ الضرورات تنقدر بقدرها^{۳۸}

”مجبوری اور ضرورت سے جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ بقدر ضرورت ہوتی ہے۔“

مرد طبیب سے علاج کے لیے چند شرائط ہیں۔

۱۔ اس مرض کا علاج سوائے مرد کے اور عورت نہ کر سکتی ہو تو طبیب کے لیے عورت کو دیکھنا جائز ہے۔^{۳۹}

۲۔ عورت موضع مرض کے علاوہ باقی جسم کو اچھی طرح چھپائے۔^{۴۰}

۳۔ دیندار اور شریف الطبع طبیب کے ہوتے ہوئے دوسرے کسی ایسے طبیب سے علاج نہیں کرایا جاسکتا جس میں یہ مذکورہ صفات نہ ہوں۔^{۴۱}

۴۔ بوقت علاج، عورت کا شوہر یا کوئی اور محرم وہاں موجود ہونا چاہیے۔^{۴۲}

۵۔ مسلمان طبیب کی موجودگی میں غیر مسلم طبیب سے علاج نہ کرایا جائے۔^{۴۳}

۶۔ قاضی کے پاس عورت اپنا چہرہ کھول سکتی ہے۔ جب فیصلہ اور گواہی عورت کے خلاف ہو۔^{۴۴}

۷۔ ہنگامی حالات میں حجاب کی پابندی نہیں ہے۔ مثلاً غرقابی یا آگ کی حالت ہو۔^{۴۵}

- ۸۔ معاملہ کرتے وقت یعنی، اشیاء کے لیتے، دیتے اور بیع و شرا کے وقت بھی عورت کے چہرے کی طرف نظر کی جاسکتی ہے۔^{۳۶}
- ۹۔ تعلیم و تعلم کے وقت عورت کے لیے چہرہ کھولنے کی گنجائش ہے مگر اس کی چند شرائط ہیں۔
- ۱۰۔ وہ تعلیم ضروری ہو جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی تعلیم۔ یا کوئی ایسا پیشہ یا ہنر جس کی شدید ضرورت ہے۔
- ۱۱۔ اس علم و فن کو پڑھانے کے لیے کوئی دوسری عورت بھی میسر نہیں ہے اور نہ ہی کوئی محرم پڑھانے والا ہے۔
- ۱۲۔ حجاب کے ساتھ پڑھنے میں دشواری ہے۔
- ۱۳۔ پڑھنے اور پڑھانے والی عورت، مرد کے ساتھ تنہا نہ ہو، ساتھ کوئی محرم یا دیگر خواتین ہوں۔^{۳۷}

چہرے کے پردہ کا مسئلہ:

چہرے کا پردہ علماء کے درمیان شروع سے ہی زیر بحث رہا ہے۔ متقدمین فقہاء احناف کے ہاں عورت کے چہرے کا پردہ نہیں ہے۔ جبکہ ائمہ ثلاثہ کے ہاں عورت کے لیے چہرے کا چھپانا واجب ہے۔ اور اس اختلاف کی وجہ سورۃ النور کی درج ذیل آیت میں تفسیری اقوال کا مختلف ہونا ہے۔

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا^{۳۸} ”اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے۔“

اس آیت میں مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس نے چہرہ اور ہتھیلیوں سے کی ہے جس کو فقہائے احناف نے اختیار کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کی تفسیر کپڑوں سے کی ہے جس کو ائمہ ثلاثہ نے اختیار کیا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

امام محمد بن حسن شیبانی (م-۱۸۹ھ) لکھتے ہیں:

”امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک آزاد عورت کے چہرہ اور ہتھیلیوں کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ اس لیے کہ مفسرین نے إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر سرمہ اور انگوٹھی سے کی ہے۔ سرمہ چہرہ کی زینت ہے اور انگوٹھی ہتھیلی کی، چونکہ ان دو زینتوں کی رخصت دی گئی ہے۔ اس لیے اجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلیوں کی طرف دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

لیکن اگر عورت کی طرف دیکھنے سے شہوت کا اندیشہ ہو تو پھر عورت کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے۔^{۴۹}

علامہ مرغینانی (م- ۵۹۳ھ) نے اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ اجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلیوں کے ماسوا کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول وَلَا یُذِیْنِ زَیْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر سرمہ اور انگوٹھی سے کی ہے اور اس سے مراد ان کی جگہ ہے اور وہ چہرہ اور ہتھیلی ہیں۔ اور اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ چہرہ اور ہاتھ کے کھولنے کی ضرورت رہتی ہے کیونکہ مردوں کے ساتھ لینے اور دینے کے معاملات کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس لیے یہ نص ہے اس بات پر کہ اجنبی عورت کے پاؤں کو دیکھنا جائز نہیں ہے، اور امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ پاؤں کا دیکھنا بھی جائز ہے کیونکہ اس میں کچھ نہ کچھ ضرورت ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ کا یہ قول ہے کہ اجنبی عورت کی کلائیوں کا دیکھنا بھی جائز ہے کیونکہ عادتاً وہ بھی کھلی رہتی ہیں۔ اور اگر مرد کو عورت کی طرف نظر کرنے میں شہوت کا اندیشہ ہو تو ضرورت کے سوا عورت کے چہرہ کو نہ دیکھے۔^{۵۰}

مذکورہ بالا حوالوں سے احناف کا موقف بڑی وضاحت کے سامنے آ گیا کہ عورت کے چہرہ کی طرف بلا شہوت نظر کرنا مباح ہے۔ اور ظاہری بات ہے نظر تب ہی ہوگی جب عورت کا چہرہ کھلا ہوگا۔ مگر بعد میں آنے والے فقہاء احناف نے فساد زمانہ کے پیش نظر نوجوان عورت کی طرف نظر کرنے سے منع کیا ہے۔^{۵۱} اور عورت کو بھی مردوں کے درمیان چہرہ کھولنے سے منع کیا ہے۔^{۵۲}

مذکورہ بالا حوالوں کی روشنی میں عورت کے پردہ کے بارے میں احناف کے موقف کا خلاصہ

درج ذیل ہے۔

۱. چہرہ اور ہاتھ کے علاوہ پورے جسم کا چھپانا ضروری ہے۔
۲. امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت ہے کہ عورت کے پاؤں کا پردہ بھی ضروری نہیں ہے۔
۳. قاضی ابو یوسفؒ کے نزدیک عورت کے بازو کا پردہ بھی ضروری نہیں اس لیے کہ کام کاج کے دوران عام طور پر یہ کھلا ہوتا ہے۔
۴. اگر کسی شخص کو شہوت کا اندیشہ ہو تو وہ عورت کے چہرہ کو نہ دیکھے۔

۵. مگر موجودہ حالات کے تناظر میں متاخرین فقہاء احناف نے مطلقاً عورت کی طرف دیکھنے سے منع کیا ہے۔

۶. متاخرین فقہاء احناف نے فتنہ کے خوف کے پیش نظر عورتوں کو مردوں کے درمیان چہرہ سے کھولنے منع کیا ہے۔

ائمہ ثلاثہ کا موقف:

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ وَلَا يُبْدِيَنَّ زَيْنَتَهُ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا كَتَبَ فِي:
والسلف قد تنازعوا في الزينة الظاهرة على قولين فقال: ابن مسعود ومن وافقه؛
هي الثياب وقال ابن عباس ومن وافقه: هي في الوجه واليدين مثل الكحل
والخاتم. وعلى هذين القولين تنازع الفقهاء في النظر إلى المرأة الأجنبية. فقيل:
يجوز النظر لغير شهوة إلى وجهها ويديها وهو مذهب أبي حنيفة والشافعي
وقول في مذهب أحمد قيل: لا يجوز وهو ظاهر مذهب أحمد؛ فإن كل شيء
منها عورة حتى ظفرها. وهو قول مالك ۵۳

”زینت ظاہرہ کی تعریف میں دو اقوال کے واقع ہونے کی وجہ سے سلف کے درمیان بحث ہوئی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے موافقین کا خیال ہے اس سے مراد کپڑے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے موافقین کے خیال میں اس سے مراد چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں اور انہی دو اقوال کی وجہ سے فقہاء کے درمیان اجنبیہ عورت کی طرف نظر کرنے کے بارے میں بحث ہوئی ہے۔ پس یہ بات کہی گئی ہے کہ بغیر شہوت کے اجنبیہ کے چہرہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔ اور یہ مذهب امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا ہے۔ اور امام احمدؒ کا بھی ایک قول یہی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اجنبیہ عورت کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے اور یہ امام احمدؒ کا مشہور مذهب ہے کہ بے شک عورت کا پورا جسم ستر ہے حتیٰ کہ اس کے ناخن بھی ستر میں شامل ہیں۔ اور امام مالکؒ کا بھی یہی قول ہے۔“

واضح رہے کہ شوافع کے اس بارے میں دو قول ہیں ایک جواز کا اور دوسرا عدم جواز کا مگر امام نوویؒ (م۔

۶۷۶ھ) نے صراحت کی ہے کہ ہمارے اصحاب نے حرمت والے قول کو اصح قرار دیا ہے۔ ۵۴

ائمہ ثلاثہ کے موقف کو نقل کرتے ہوئے مفتی شفیعؒ لکھتے ہیں:

أما عند الجمهور فلا نهم لم يجدوا دليلاً على جوازها، لا اختيارهم تفسير ابن مسعود في قوله تعالى إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا بالثياب والجلباب، فبقى الوجه والكفان تحت الجلباب المأمور به^{۵۵}

”بہر حال جمہور علماء کے نزدیک عورت کے چہرہ اور ہتھیلیاں کھول کر باہر نکلنے کے جواز پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور ان حضرات نے (إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا) کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول، ثیاب اور جلباب مراد لیا ہے۔ پس ان کے نزدیک چہرہ اور ہتھیلیاں جلباب کے نیچے چھپانے کا حکم باقی رہا جس کا حکم دیا گیا تھا۔“

معلوم ہوا ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عورت کے چہرے کا چھپانا ضروری ہے۔

فرانس میں رہنے والی مسلمان عورتوں کے لیے شرعی حل:

فرانس کے موجود حالات جن میں حجاب کے خلاف قانون سازی کی گئی ہے۔ متقدمین فقہائے احناف کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اختیار کردہ رائے کے پیش نظر فرانس کی مسلمان عورتوں کے لیے یہ حل نکالا جاسکتا ہے کہ وہ اگر مجبوری کی حالت میں چہرہ کا پردہ نہ کریں تو ان کے لیے گنجائش ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ تفسیر کی بھی یہی توجیہ کی ہے کہ چہرہ اور ہاتھ کا کھولنا مجبوری کی حالت میں ہے۔^{۵۶}

اور درج ذیل دلائل سے بھی اس موقف کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«كَانَ الْفَضْلُ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَتْ امْرَأَةٌ مِنْ خَشْعَمَ، فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشَّقِ الْأَخْرَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَذْرَكَتْ أَبِي شَيْعًا كَبِيرًا، لَا يَنْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحْبَبُ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، وَذَلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ»^{۵۷}

”کہ فضل، رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے۔ قبیلہ خشم کی ایک عورت آئی تو فضل اس عورت کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کی طرف دیکھ رہی تھی اور نبی اکرم ﷺ فضل کی نگاہ دوسری طرف پھیر رہے تھے، اس عورت نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے، لیکن میرا باپ بہت بوڑھا ہو گیا ہے وہ

سواری پر ٹھہر نہیں سکتا۔ تو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں اور یہ حجة الوداع کا واقعہ ہے۔“

اور ترمذی کی روایت میں ہے:

فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَمْ لَوَيْتَ عُنُقَ ابْنِ عَمَلِكٍ؟ قَالَ: «رَأَيْتُ شَابًا وَشَابَةً فَلَمْ آمَنِ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِمَا»^{۵۸}

”حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے اپنے چچازاد بھائی کی گردن کیوں پھیر دی، آپ ﷺ نے فرمایا میں نے نوجوان مرد اور عورت کو دیکھا تو میں ان پر شیطان سے بے خوف نہیں ہوا۔“

حضور اکرم ﷺ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کا رخ پھیر دیا لیکن اس عورت کو چہرہ چھپانے کا حکم نہیں دیا، اگر چہ چھپانا ضروری ہوتا تو آپ ﷺ اس عورت کو بھرے مجمع میں چہرہ کھلا رکھنے پر تنبیہ کرتے اور اور خاص طور پر ایسی حالت کہ لوگ اس عورت کے حسن کی وجہ اس کی طرف متوجہ ہو رہے تھے۔ گو اس حدیث کے بہت سے جواب دیے گئے ہیں، مگر اس حدیث میں بہر حال یہ احتمال ہے کہ عورت کے لیے چہرہ کا پردہ واجب نہ ہو۔

چنانچہ قاضی ثناء اللہ (م-۱۲۲۵ھ) لکھتے ہیں:

واستنبط ابن القطان من هذا الحديث جواز النظر عند الامن من الفتنة من حيث انه لم يأمرها بتغطية وجهها^{۵۹}

”ابن قطان نے اس حدیث سے مستنبط کیا کہ فتنہ سے امن میں ہونے کی صورت میں عورت کی طرف دیکھنا جائز ہے اس لیے کہ آپ ﷺ نے اس عورت کو چہرہ چھپانے کا حکم نہیں دیا۔“

۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْعِيدِ، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، بَعَثَ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةً ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى بِلَالٍ، فَأَمَرَ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَحَثَّ عَلَى طَاعَتِهِ، وَوَعِظَ النَّاسَ وَذَكَرَهُمْ، ثُمَّ مَضَى حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ، فَوَعِظَهُنَّ وَذَكَرَهُنَّ، فَقَالَ: «تَصَدَّقْنَ، فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطْبُ جَهَنَّمَ» فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْحَدِيثِ، فَقَالَتْ: لَمْ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ:

«لَا تَكُنَّ تُحْنِنُ الشُّكَاةَ، وَتَكْفُرُنَ الْعَشِيرَ»، قَالَ: فَجَعَلَن يَصَدَّقَنَّ مِنْ حُلِيِّهِنَّ، يُلقِينَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ مِنْ أَقْرَطِيهِنَّ وَخَوَاتِمِهِنَّ»^{۶۰}

”کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کے دن نماز کے لئے حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے خطبے سے پہلے بغیر اذان اور اقامت کے نماز پڑھائی پھر بلال رضی اللہ عنہ پر ٹیک لگائے کھڑے ہو گئے، اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا اور اس کی اطاعت کی ترغیب دی اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کی پھر عورتوں کے پاس جا کر ان کو وعظ و نصیحت کی اور فرمایا کہ صدقہ کرو کیونکہ تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن ہیں، عورتوں کے درمیان سے ایک سرخی مائل سیاہ رخساروں والی عورت نے کھڑے ہو کر عرض کیا کیوں؟ یا رسول اللہ ﷺ فرمایا: کیونکہ تم شکوہ زیادہ کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری، حضرت جابر فرماتے ہیں وہ اپنے زیوروں کو صدقہ کرنا شروع ہو گئیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔“

حضور اکرم ﷺ نے عورتوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اکثر جہنم کا ایندھن ہیں تو ایک سرخی مائل رخسار والی عورت نے کھڑے ہو کر سوال کیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اس کے گالوں کی کیفیت کا علم اس لیے ہوسکا کہ اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا معلوم ہوا عورتوں کے لیے چہرے کا چھپانا ضروری نہیں ہے۔ اس حدیث کے بھی بہت سے جوابات دیے گئے ہیں مگر بہر حال یہ احتمال بھی اپنی جگہ موجود ہے کہ عورت کے لیے چہرہ کا پردہ واجب نہ ہو۔

عورتوں کے چہرہ کے پردہ کے حوالہ سے دونوں قسم کی روایات موجود ہیں بعض نصوص چہرہ کے پردہ کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں تو بعض سے جواز معلوم ہو رہا ہے لہذا روایات میں مطابقت و موافقت پیدا کرتے ہوئے یہ قول اختیار کر لیا جائے کہ عمومی حالات جس میں کوئی مجبوری نہ ہو عورت کے لیے چہرہ کا پردہ ضروری ہے اور ہنگامی و مجبوری کے حالات میں رخصت ہے۔ اسی کے ساتھ لاحق کرتے ہوئے فرانس کے موجودہ حالات کے تناظر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کردہ تفسیر جس کو احناف نے اختیار کیا ہے۔ اس پر عمل کرتے ہوئے یورپ میں حجاب کے خلاف قانون سازی سے متاثر ہونے والی خواتین اسلام کے لیے حالت اضطرار کے ساتھ لاحق کرتے ہوئے یہ حل نکالا جاسکتا ہے کہ چہرہ کے علاوہ باقی جسم کو اچھی طرح چھپا کر نکلیں تو اس کی گنجائش ہے۔

اس لیے کہ شریعت اسلامیہ نے حالت اضطراری کا اعتبار کیا ہے۔ اور حالت اضطرار میں احکام شرعیہ پر عمل کی رخصت دی گئی ہے۔
امام سرخسیؒ (م-۴۸۳ھ) لکھتے ہیں:

الضرورات تبيح المحظورات^{۶۱} ”ضرورتیں ممنوع چیزوں کو مباح کر دیتی ہیں۔“

قرآن کریم نے مجبوری کی حالت میں بقدر ضرورت مرد اور خنزیر کھانے کی اجازت دی ہے^{۶۲} اسی اصول پر فقہاء نے بہت سے مسائل کا حل پیش کیا ہے۔ مثلاً حلق میں لقمہ اٹک جائے اور شراب کے علاوہ کوئی اور چیز نہ ہو تو شراب کا استعمال مباح ہوگا، جان بچانے کے لیے زبان سے کلمہ کفر کا تلفظ کیا جاسکتا ہے وغیرہ^{۶۳} چنانچہ اگر فرانس میں مقیم خواتین جن کو اس پابندی کی وجہ سے دشواری کا سامنا ہے ان کی حالت کو اضطراری قرار دیتے ہوئے چہرے کے پردہ سے رخصت دی جاسکتی ہے۔ اس لیے کہ شریعت اسلامیہ کے احکامات کا اصل مقصد لوگوں کو تکلیف دینا نہیں بلکہ آسانیاں پیدا کرنا ہے۔ لہذا احکام و قوانین میں ایسی تنگی اور دشواری نہیں ہے جو انسان کی برداشت سے باہر ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ^{۶۴} ”اور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں۔“

ایک اور مقام پر ارشاد ہے: لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا^{۶۵} ”اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش کے مطابق۔“

احکام شرعیہ سے مقصود سہولت اور آسانی بیان کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ^{۶۶} ”اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں

چاہتا۔“

اسی طرح ایک حدیث میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«مَا خَيَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ

إِنَّمَا»^{۶۷} ”نبی کریم ﷺ کو جب دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ آسان کو لیتے جو گناہ نہ ہوتا۔“

اسی طرح احکام شرعیہ کے نزول میں تدریجی اصول کار فرما رہا ہے۔ ایک ہی دفعہ تمام اوامر و نواہی کا مطالبہ نہیں کیا گیا بلکہ سال کے عرصہ میں حالات و زمانہ کی مطابق احکامات پر عمل درآمد کرایا گیا۔ مثلاً پہلے شراب کی حرمت سے پہلے اس حکم پر عمل کرانے کے لیے راہ ہموار کرتے ہوئے شراب اور جوئے کو بڑا گناہ قرار دیا گیا^{۶۸} اور اس کے بعد نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کیا۔^{۶۹} اور پھر آخر میں ان

سے بچنے کا حکم دیا گیا۔^{۴۰} تدریجی اصول اور حالات و زمانہ کی رعایت کے ثبوت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے واضح ہے:

إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةُ مِنَ الْمُفَصَّلِ، فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، حَتَّى إِذَا ثَابَتَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْحَالُلُ وَالْحَرَامُ، وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ: لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ، لَقَالُوا: لَا نَدْعُ الْخَمْرَ أَبَدًا، وَلَوْ نَزَلَ: لَا تَزْنُوا، لَقَالُوا: لَا نَدْعُ الزِّنَا أَبَدًا،^{۴۱}

”سورت مفصل میں سب سے پہلے وہ سورت نازل ہوئی ہے جس میں جنت اور جہنم کا ذکر ہے یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف مائل ہوئے تو حلال و حرام کی آیت نازل ہوئی اگر پہلے ہی یہ آیت نازل ہو جاتی کہ شراب نہ پیو تو لوگ کہتے کہ ہم کبھی شراب نہ چھوڑیں گے اور اگر یہ آیت نازل ہوتی کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز زنا نہیں چھوڑیں گے۔“

مذکورہ بالا حدیث اس بات کی وضاحت کر رہی ہے کہ قرآنی احکام کا نزول مصلحت کے ساتھ تدریجاً ہوا ہے۔ جس میں حالات اور زمانہ کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ مذکورہ بالا نصوص کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ فرانس کے موجودہ حالات میں فرانسیزی خواتین کے لیے حالت اضطرار کے پیش نظر چہرے کا پردہ ضروری نہیں ہے۔

خلاصہ کلام:

اسلامی تعلیمات فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں جن پر عمل کر کے دنیا و آخرت کی کامیابیوں کا حصول ممکن ہے۔ اسلام نے انسانی زندگی کے مختلف گوشوں کے بارے میں مکمل ہدایات و تفصیلات پیش کی ہیں۔ ان میں کچھ مسائل ایسے ہیں جن کا تعلق مردوں سے ہے اور کچھ کا تعلق عورتوں سے ہے۔ حجاب کا تعلق عورتوں سے ہے تاکہ اسلامی معاشرہ میں رہنے والے مرد و عورت کی عفت کی حفاظت ہو۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عورت کے لیے پورے جسم بشمول چہرہ کا چھپانا ضروری ہے۔ جبکہ متقدمین فقہائے احناف کے ہاں عورت اپنی ہتھیلیاں اور چہرہ کو کھول سکتی ہے۔ اور شہوت سے بے خوف ہونے کی صورت میں مردان کی طرف دیکھ سکتا ہے، لیکن اگر شہوت کا خوف ہو تو پھر وہ ان کی طرف نہ دیکھے۔ اور متاخرین احناف نے فتنہ کے خوف سے چہرہ کا پردہ ضروری قرار دیا ہے۔ فرانس کے موجودہ حالات کے تناظر میں کہ عورتوں کے لیے چہرے کے حجاب پر پابندی عائد کر دی گئی ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں جرمانہ و سزا مقرر

ہے۔ وہاں پر رہنے والی مسلمان عورتوں کے لیے متقدمین فقہائے احناف کے مطابق مجبوری کی حالت میں چہرہ کھولنے کی گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔ عوامی مقامات جہاں مردوں کی کثرت ہے اور وہ جگہیں جہاں عورتوں کے چہرہ کی شناخت کی ضروری ہے وہاں وہ کم سے کم جائیں اور نہایت سادگی کے ساتھ باہر نکلیں۔

حوالہ جات :

http://www.urduimes.com/international/35-general/47060-2010-09-15-10-

10-14

- ۱ البیہقی، احمد بن الحسین، ابو بکر، شعب الایمان، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ، جلد ۵، صفحہ ۲۶۷
- ۲ مفتی شفیع، احکام القرآن، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۱۴۱۳ھ، جلد ۳، صفحہ ۴۰۶
- ۳ ایضاً، جلد، صفحہ ۴۰۷
- ۴ مفتی شفیع، معارف القرآن، کراچی، ادارۃ المعارف، طبع جدید مئی ۲۰۰۵ء، جلد ۷، صفحہ ۲۱۰
- ۵ القرآن، الاحزاب: ۵۳
- ۶ الجصاص، ابو بکر احمد بن علی بن الرازی، احکام القرآن، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۵ھ، جلد ۵، صفحہ ۲۴۲
- ۷ القرآن، الاحزاب: ۵۹
- ۸ جصاص، احکام القرآن، جلد ۵، صفحہ ۲۴۵
- ۹ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السجستانی، السنن، بیروت، المکتبۃ العصریہ، سن، جلد ۲، صفحہ ۱۶۷
- ۱۰ مسلم بن الحجاج، الامام، الصحیح، بیروت، دار احیاء التراث العربی، سن، جلد ۲، صفحہ ۶۰۶
- ۱۱ ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۳۷۹ھ، جلد ۹، صفحہ ۳۳۷
- ۱۲ القرآن، الاحزاب: ۳۳
- ۱۳ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ، السنن، مصر، مکتبہ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۹۵ھ، جلد ۳، صفحہ ۷۷۶
- ۱۴ الدھلوی، شاہ ولی اللہ، الامام، حجتہ اللہ البالغہ، بیروت، دار الحیئل، ۱۴۲۶ھ، جلد ۲، صفحہ ۱۹۳
- ۱۵ مسلم، جلد ۴، صفحہ ۱۷۰۹
- ۱۶ القرآن، الاحزاب: ۵۹
- ۱۷ اس کی دلیل وماخذ قرآن کریم کی سورۃ نور کی آیت ۳۱، اور سورۃ احزاب کی آیت ۵۹ ہے۔ جس پر تفصیلی بحث آگے آرہی ہے کہ استثناء سے کیا مراد ہے۔

- ۱۹ القرآن، الاحزاب: ۳۳
- ۲۰ مسلم، جلد ۳، صفحہ ۱۶۸۰
- ۲۱ الترمذی، جلد ۵، صفحہ ۱۰۶
- ۲۲ البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، الجامع الصحیح، دار طوق النجاة، ۱۴۲۲ھ، جلد ۷، صفحہ ۱۵۹
- ۲۳ القرآن، الحديد: ۱۶
- ۲۴ ابن تیمیہ، تقی الدین، احمد بن عبد الحلیم، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفة اصحاب الجحیم، بیروت، دار عالم الکتاب، ۱۴۱۹ھ، جلد ۱، صفحہ ۲۹۰
- ۲۵ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابو الفداء، تفسیر القرآن العظیم، بیروت، دار الکتاب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ، جلد ۸، صفحہ ۵۳
- ۲۶ ابو داؤد، جلد ۴، صفحہ ۴۴
- ۲۷ القرآن، الاحزاب: ۵۵
- ۲۸ القرآن، النور: ۳۱
- ۲۹ الخازن، علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم، تفسیر الخازن المسمی لباب التاویل فی معانی التنزیل، بیروت، دار الفکر، ۱۹۷۹ء، جلد ۵، صفحہ ۷۰
- ۳۰ ڈھلون، خالد عرفان، ڈاکٹر، علم اصول فقہ ایک تعارف، اسلام آباد، شریعہ اکیڈمی، ۲۰۰۶ء، جلد ۱، صفحہ ۳۴۸
- ۳۱ الکاسانی، علاء الدین، البدائع والصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت، دار الکتاب العربی، ۱۹۸۲ھ، جلد ۵، صفحہ ۱۲۲
- ۳۲ النووی، یحییٰ بن شرف، ابو زکریا، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۲ھ، جلد ۹، صفحہ ۲۱۰
- ۳۳ ابو داؤد، السنن، جلد ۲، صفحہ ۱۶۵
- ۳۴ ابو داؤد، جلد ۲، صفحہ ۱۶۷
- ۳۵ رازی، محمد بن عمر بن حسین، ابو عبد اللہ، مفاتیح الغیب، بیروت، دار احیاء التراث العربی، جلد ۱، صفحہ ۳۳۱۷
- ۳۶ العینی، بدر الدین، محمود بن احمد، البنایہ شرح الھدایہ، بیروت، دار الکتاب العلمیہ، ۱۴۲۰ھ، جلد ۶، صفحہ ۳۴۵
- ۳۷ حصکفی، علاء الدین، در مختار، بیروت، دار الفکر، ۱۳۸۶ھ، جلد ۶، صفحہ ۳۷۰

- ۳۸ حصکفی، در مختار، جلد ۶، صفحہ ۳۷۰
- ۳۹ ابن نجیم، زین الدین، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، بیروت، دار المعرفۃ، س ن، جلد ۸، صفحہ ۲۱۸
- ۴۰ ابن نجیم، البحر الرائق، جلد ۸، صفحہ ۲۱۸
- ۴۱ رازی، مفتاح الغیب، جلد ۱، صفحہ ۳۳۱۷
- ۴۲ درویش مصطفیٰ حسن، فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب والنقاب، قاہرہ، دار الاعتصام، س ن، صفحہ ۷۲، ۷۱
- ۴۳ درویش مصطفیٰ حسن، فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب والنقاب، صفحہ ۷۲، ۷۱
- ۴۴ حصکفی، الدر المختار، بیروت، دار الفکر، ۱۳۸۶ھ، جلد ۶، صفحہ ۳۷۰
- ۴۵ رازی، محمد بن عمر بن حسین، ابو عبد اللہ، تفسیر الفخر الرازی، بیروت، دار احیاء التراث العربی، جلد ۱، صفحہ ۳۳۱۷
- ۴۶ الکاسانی، البدائع والصنائع، جلد ۵، صفحہ ۱۲۲
- ۴۷ الزحیلی، وہبۃ، ڈاکٹر، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق، دار الفکر، س ن، جلد ۴، صفحہ ۲۰۳
- ۴۸ القرآن، النور: ۳۱
- ۴۹ اثشیبانی، محمد بن حسن، ابو عبد اللہ، الامام، الاصل المعروف بالمبسوط للشیبانی، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، س ن، جلد ۳، صفحہ ۵۸
- ۵۰ المرغینانی، علی بن ابی بکر، برهان الدین، الہدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی، بیروت، دار احیاء التراث العربی، س ن، جلد ۴، صفحہ ۳۶۸
- ۵۱ ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، جلد ۱، صفحہ ۲۸۴
- ۵۲ الحصکفی، الدر المختار، جلد ۱، صفحہ ۴۰۶
- ۵۳ ابن تیمیہ، تقی الدین، احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاوی، السعودیہ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، مجمع الملک فہد لطباعۃ، ۱۴۱۶ھ، جلد ۲۲، صفحہ ۱۱۰
- ۵۴ النووی، یحییٰ بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۲ھ، جلد ۶، صفحہ ۱۸۴
- ۵۵ مفتی شفیع، احکام القرآن، جلد ۳، صفحہ ۴۶۹
- ۵۶ مفتی شفیع، احکام القرآن، جلد ۳، صفحہ ۷۷۰
- ۵۷ البخاری، الصحیح، جلد ۳، صفحہ ۸۱
- ۵۸ الترمذی، السنن، جلد ۳، صفحہ ۲۲۳
- ۵۹ المنظہری، ثناء اللہ، قاضی، التفسیر المنظہری، پاکستان، مکتبۃ الرشیدیہ، ۱۴۱۲ھ، جلد ۶، صفحہ ۳۹۴

- ۶۰ مسلم، جلد ۲، صفحہ ۳۰۶
- ۶۱ السرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، بیروت، دار المعرفت، ۱۴۱۴ھ، جلد ۱۰، صفحہ ۱۵۴
- ۶۲ القرآن: البقرہ: ۱۷۳
- ۶۳ ابن نجیم، زین الدین ابراہیم، الاشباہ والنظائر، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ، جلد ۱، صفحہ ۷۳
- ۶۴ القرآن، الحج: ۷۸
- ۶۵ القرآن، البقرہ: ۲۸۶
- ۶۶ القرآن، البقرہ: ۱۸۵
- ۶۷ البخاری، الجامع الصحیح، جلد ۴، صفحہ ۱۸۹
- ۶۸ القرآن: البقرہ: ۲۱۹
- ۶۹ القرآن: النساء: ۴۳
- ۷۰ القرآن: المائدہ: ۹۰
- ۷۱ البخاری، الجامع الصحیح، جلد ۶، صفحہ ۱۸۵